بعض اہم اور ضروری امور

(۱۹۴۳ء)

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بعض اہم اور ضروری امور

(تقریر فرمودہ ۲۷ ؍دسمبر ۱۹۴۳ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے کل بھی یہ اعلان کیا تھا کہ بوجہ بیماری اور کمزوری اور کھانسی کی شکایت کے ملاقاتیں اور تقریریں گزشتہ سالوں کی نسبت نہایت مختصر ہی ہوسکیں گی۔ آج پھر دوستوں کو دوبارہ یاد کرانا چاہتا ہوں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پچھلے دو تین ماہ سے میری آواز بھی نسبتاً صاف ہوگئی ہے، اور آگے سے اب کچھ طاقت بھی آ گئی تھی مگر دوبارہ بیماری کا حملہ ہونے اور کھانسی شروع ہو جانے کی وجہ سے طاقت میں کمی ہوگئی اور اب متواتر بیٹھے رہنے اور بولنے سے تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ آج مجھے عورتوں کے اجلاس میں بھی بولنا پڑا اِس لئے جتنی مجھے امید تھی کہ آواز بلند نکال سکوں گا اُتنی نہیں نکال سکتا۔ مگر مجھے امید ہے اور عورتوں کے جلسہ میں تقریر کرتے وقت میں نے دیکھا ہے کہ گو شروع میں آواز کم تھی مگر پھر زیادہ زور کی ہوگئی اگرچہ آخر میں بیٹھنے لگ گئی۔ اِس وقت بھی اللہ تعالیٰ چاہے تو بولتے بولتے آواز میں زور اور طاقت پیدا ہو جائے گی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرسکتا کہ اُس نے مجھے آج بولنے کی توفیق عطا فرمائی جب مجھے پہلے کھانسی کا شدید دَورہ ہؤا تو میری آواز بیٹھنی شروع ہوگئی۔ چونکہ اِس قسم کی لمبی بیماری میں آواز بیٹھتی رہی تھی اس لئے مجھے وہم پیدا ہوگیا کہ شاید آئندہ کبھی میں تقریر نہ کرسکوں گا مگر اللہ تعالیٰ نے اگست کے قریب آواز کی اصلاح کردی اور آہستہ آہستہ آواز اچھی ہونے لگی۔

اِس وقت سب سے پہلے تو میں یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ جو آثار گزشتہ سال ایک ایسی بنیاد کے معلوم ہوتے تھے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ بنیاد اسلام کی ترقی وغلبہ کا موجب ثابت ہوگی اس کے متعلق یہ خیال غیر معمولی طور پر درست ثابت ہو رہا ہے اور ایسے آثار پیدا ہو رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ دنیا میں نیک تغیر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ گزشتہ سال جس طرح عیدین اور کئی ....اور ایک دوست نے لکھا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کہاں تک صحیح ہے کہ ہندوؤں کا سال بھی اِس دفعہ جمعہ کے دن سے شروع ہوا ہے بہرحال موجودہ جنگ ایسے تغیرات اپنے اندر رکھتی ہے کہ جو اسلام کے لئے مفید ہیں اور اِس خیال کی تائید میں یہ آثار ظاہر ہو رہے ہیں کہ غیر معمولی طور پر اتحادیوں کو فتوحات حاصل ہونا شروع ہوگئی ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ اسلامی ترقیات جو غیر ممالک سے وابستہ ہیں وہ اتحادیوں سے وابستہ ہیں مگر یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ وہ ترقیات اتحادیوں کی فتح سے وابستہ ہیں خواہ وہ ترقیات اُن ممالک سے ہی شروع ہوں جو اِس وقت اتحادیوں کے دشمن ہیں اور ان سے برسرِ جنگ ہیں۔ میرا یہ خیال اب اور بھی مضبوط ہوگیا ہے اِس وجہ سے کہ کچھ عرصہ ہوا قادیان کے پاس ایک گاؤں میں فساد ہوا تھا۔ اس کے بعض حصہ کے متعلق یقین تھا اور اب بھی ہے کہ گورنمنٹ کے بعض حُکّام کا ان میں دخل ہے۔

حکومت انگریزی کے افسران کے متعلق

پھر ہمیں حکومت کے افسروں سے یہ بھی شکوہ ہے کہ گو اُنہوں نے ہماری باتیں سن کر تسلیم کیا کہ ہم انہی باتوں کو درست سمجھتے ہیں جو تم نے بتائی ہیں مگر ساتھ ہی یہ کہا کہ قانون کو اسی طرح چلنے دیا جائے جس طرح وہ چلتا ہے حالانکہ قانون خود نہیں چلا کرتا اُسے انسان ہی چلاتے ہیں جس طرح کہ وہ چاہتے ہیں۔ مجھے یہ فعل گورنمنٹ کے بالا حُکّام کا انصاف، دیانت اور تقویٰ کے خلاف نظر آیا۔ اس سے گورنمنٹ کی اُس ہمدردی اور خیر خواہی کو جو ہمارے دل میں ہے بہت صدمہ پہنچا۔ مجھے خیال آیا کہ ایسی حکومت جس کے افراد ہزاروں میل دُور سے اپنے گھروں سے یہ کہہ کر نکلتے ہیں کہ ہم عدل اور انصاف قائم کرنے کے لئے چلے ہیں اور ہمارے کام دیانت داری پر مبنی ہوں گے۔ پھر وہ ہزاروں روپے تنخواہ پاتے ہیں اور یہ روپے ہندوستانیوں کی جیبوں سے نکلتے ہیں ان کی اگر یہ حالت ہو کہ ایک بات کو درست اور صحیح

سمجھتے ہوئے یہ کہیں کہ قانون کی آڑ میں جو ہوتا ہے اُسے ہونے دو، تو یہ ایسا بُرا نمونہ ہے کہ اِس کی تقلید کا شوق کسی کے دل میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ ایسے خیالات میرے دل میں پیدا ہوئے اور قریب تھا کہ وہ دعائیں جو پہلے ہم اِس قدر شوق اور جوش سے انگریزوں کی کامیابی اور فتح کے لئے کرتے تھے وہ دل سے نکلنا بند ہو جائیں کہ انہیں ایام میں مَیں نے ایک رؤیا دیکھا۔

انگریزوں کی فتح کے بارہ میں ایک رؤیا

میں دیکھتا ہوں کہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے میں اس میں ہوں اور تھوڑے سے پانی کے بعد ایک اور علاقہ ہے میں اُس علاقہ کا نظارہ دیکھ رہا ہوں کہ مولوی عبدالکریم صاحب آئے ہیں اور انگریزوں کے حق میں ریکروٹنگ کے متعلق تقریریں کر رہے ہیں اُنہیں دیکھ کر میں حیران ہوتا ہوں کہ مولوی صاحب تو فوت ہو چکے ہیں اور اگلے جہان سے کوئی انسان اس دنیا میں آ نہیں سکتا۔ پھر یہ کیا بات ہے میں نے کسی سے دریافت کرایا یا کسی نے مجھے خود بتایا کہ مولوی صاحب اجازت لے کر آئے ہیں تا کہ اِس موقع پر انگریزوں کے حق میں پراپیگنڈہ کریں۔ پھر میں نے دیکھا کہ دوسرا علاقہ جو میرے سامنے ہے اُس پر بے تحاشہ اور بڑی کثرت سے لاریاں اور موٹریں سامانِ جنگ سے بھری ہوئی اُترنی شروع ہوگئی ہیں۔ میں نے دیکھا اُدھر تو بے شمار اور لاتعداد موٹریں اور لاریاں بے تحاشہ دوڑتی جارہی تھیں اور ادھر مولوی عبدالکریم صاحب تقریریں کر رہے تھے اُس وقت میں نے سمجھا کہ بعض افراد کی غلطیاں اس عظیم الشان حکمت پر اثر انداز نہیں ہوسکتیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظہور میں آنے والی ہے خواہ انگریز ہمارے بارے میں کتنی ہی غلطیاں کریں خدا تعالیٰ اِن کے ذریعہ یا پھر اِن کے ہاتھوں ان کے دشمنوں کے ذریعے ایسے ذرائع اور اسباب پیدا کرنے والا ہے کہ جو اسلام اور احمدیت کے غلبہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اِس وجہ سے اِن کی فتح ضروری ہے اور اِتنی ضروری ہے کہ جو بزرگ فوت ہو چکے ہیں اُن کی روحوں کو ان کی مدد کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

دوسرے دن اٹلی میں اِتحادی فوجیں اُتر پڑیں اور تیسرے چوتھے روز اخبار ''سِول اینڈ ملٹری گزٹ'' میں ایک ولایتی اخبار کا اقتباس چھپا جس میں لکھا تھا کہ اٹلی میں اتنی اور اتنی لاریاں اُتریں کہ جن کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا سوائے اس کے کہ کسی نے لندن کی کسی بڑی

سڑک پر ٹریفک رُکنے کا نظارہ دیکھا ہو اور وہ اس تعداد کو کئی سَو گنا بڑھا لے۔ اتفاق کی بات ہے کہ میں نے وہ نظارہ دیکھا ہے۔ لندن میں ہم کہیں جا رہے تھے کہ پولیس نے راستہ روک دیا اور جب راستہ کھلا تو دوسری طرف کے لوگوں کو پولیس نے پہلے راستہ دیا۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ آدھ گھنٹہ تک ایک کی دُم سے لگی ہوئی دوسری موٹر چلتی رہی تب جا کر سڑک صاف ہوئی اور پھر ہمیں گزرنے کی اجازت دی گئی۔ ولایت کے اخبار نے لکھا تھا کہ اِس نظارہ کو اگر کئی سَو گنے بڑھا لیا جائے تب اُن لاریوں اور موٹروں کی تعداد کا کسی قدر اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ میں نے خواب میں بھی یہی نظارہ دیکھا تھا کہ ایک کے ساتھ ایک لگی ہوئی دوسری لاری اور موٹر بھاگ رہی ہے اور تسلسل ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ اُنہی دنوں میں نے دوستوں سے کہہ دیا تھا کہ انگریز اور امریکن خوش ہیں کہ اٹلی میں اُنہیں جلد فتح حاصل ہو جائے گی مگر یہ فتح جلدی نہ حاصل ہوگی۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی ریکروٹنگ کے لئے تقریریں کرنا بتاتا ہے کہ دیر میں فتح ہوگی اور بڑی مشکلیں پیش آئیں گی۔ چنانچہ اُس وقت جو بڑے بڑے وعدے کئے گئے تھے کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے اُن کی بجائے اب یہ کہا جا رہا ہے کہ اُس وقت جو باتیں کہی گئی تھیں وہ آئندہ کی صحیح امیدیں تو ہیں مگر یہ نہیں کہ وہ جلدی پوری بھی ہو جائیں گی۔ اِس کے لئے بڑی جدوجہد کرنی پڑے گی۔ چنانچہ اب کہ اٹلی میں اتحادیوں کو داخل ہوئے چار ماہ ہو گئے ہیں اتحادی فوجیں روم تک بھی نہیں پہنچیں۔ تو اِس خواب کے دوسرے حصہ میں اِس طرف توجہ دلائی گئی تھی کہ یہ جنگ جلدی ختم نہ ہوگی اور ادھر مجھے متنبہ کیا گیا کہ ایسے واقعات سے متأثر نہ ہونا انگریزوں کی فتح میں خدا تعالیٰ نے اسلام کی کامیابی کی بنیاد رکھی ہے۔

ایک اور رؤیا

اِس کے چند روز بعد میں نے ایک اور رؤیا دیکھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کی تعبیر کس رنگ میں ظاہر ہوگی مگر اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ انگریزوں کو دِقتیں اور مشکلات پیش آنے والی ہیں۔ میں ڈلہوزی میں تھا کہ میں نے دیکھا ایک دریا کا موڑ ہے جہاں میں کھڑا ہوں اور ایسا معلوم ہوا کہ انگلستان سے ریڈیو پر آواز آ رہی ہے جس میں خبریں سنائی جا رہی ہیں اور خبریں سنانے والے کی آواز غمگین سی ہے اور اُس میں رقت پائی جاتی ہے وہ یہ خبر سنا رہا ہے کہ ایک جگہ شاہی خاندان کے افراد سخت گولہ باری کی وجہ سے خطرہ

میں گھرے ہوئے ہیں اور وہاں برطانوی فوج بھی خطرہ میں ہے یہ خبر سنتے ہی میرے آگے سے حجاب اُٹھ گیا اور وہ جگہ مجھے نظر آنے لگی جہاں شاہی خاندان کے لوگ خطرہ میں تھے۔ میں نے دیکھا وہ ایسی جگہ ہے جیسے پہاڑ کا دامن ہوتا ہے اور وہاں ایسی شدید گولہ باری دشمن کر رہا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کے پاس نہیں جا سکتا اور حالت یہ ہے کہ گولہ باری سے پہاڑی گرتی جاتی ہے اور گولے اُس جگہ کے قریب سے قریب تر پڑتے جا رہے ہیں جہاں شاہی خاندان ٹھہرا ہوا ہے۔ اُس وقت ریڈیو کی آواز اس طرح آ رہی ہے کہ اب گولے اور بھی قریب پڑنے لگ گئے ہیں اب اور بھی قریب پڑ رہے ہیں اور میں دیکھتا جاتا ہوں کہ فی الواقعہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہاں ملکہ معظّمہ بھی ہیں اور دیکھا کہ ایک دریا سامنے بہہ رہا ہے اُس کے پہلو میں وہ جگہ ہے جہاں میں کھڑا ہوں اُس وقت میں نے دیکھا کہ انگریزی فوج دشمن کے مقابلہ سے بھاگتی چلی آ رہی ہے خواب میں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ فوجی مجھے اس جگہ سے ہٹاتے نہیں جہاں میں کھڑا ہوں۔ اُس وقت گولیاں بڑے زور سے برس رہی ہیں اور فوجی کوئی میرے دائیں سے اور کوئی میرے بائیں سے بھاگتے جا رہے ہیں۔ اِسی دوران میں مَیں نے دیکھا کہ ملکہ کی گاڑی آ رہی ہے جس کے پیچھے جرمن فوج کا ایک دستہ ہے جو گھوڑ چڑھے سوار ہیں اور گاڑی کا بڑے زور شور سے تعاقب کر رہے ہیں اور بڑے خوش ہیں کہ ملکہ کی گاڑی اُن کے ہاتھ آنے والی ہے۔ وہ دوسری جگہ جہاں انگریزی فوج اب جمع ہو رہی تھی دریا کے پار ہے اور جرمن سمجھتے ہیں کہ دریا میں سے گاڑی نہیں گزر سکے گی۔ گاڑی بڑے زور سے دَوڑی آ رہی ہے کوچوان گھوڑوں کو کوڑے پر کوڑے مارتا جا رہا ہے اور گاڑی بڑی تیزی سے بھاگتی آ رہی ہے اُس وقت میں انگریزوں کو جو دریا کے پار کھڑے ہیں روکتا ہوں اور کہتا ہوں یہ بڑی بزدلی اور بے عزتی کی بات ہے کہ تم ایسے موقع پر بھاگ جاؤ اور انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ دیکھو ملکہ کی گاڑی آ رہی ہے اِس وقت تم خوب جم کر مقابلہ کرو اور سمجھتا ہوں کہ ملکہ کی گاڑی اگر دریا پار کر لے تو انگریزی حکومت محفوظ ہو جائے گی اور جب میں انگریزوں کو روکتا ہوں تو میری بات اُن پر فوری اثر کرتی ہے اور جسے میں روکتا ہوں وہ رُک جاتا ہے اور جدھر سے گاڑی آ رہی ہے اُدھر گاڑی کی حفاظت کے لئے بھاگ پڑتا ہے اور دریا میں کود جاتا ہے اِس طرح بہت سے انگریز

گاڑی اور تعاقب کرنے والے جرمن دستہ کے درمیان پہنچ گئے ہیں۔ اِس دَوران میں کو چوان نے گاڑی کو دریا میں ڈال دیا اور گاڑی دریا میں گزر کر اُس جگہ جہاں میں کھڑا تھا آ گئی۔ اُس وقت ساری برطانوی حکومت سے تالیوں کی گونج سنائی دی اور باوجود اِس کے کہ یہ ہمارا طریق نہیں ہے اور ہم اِسے اسلام کے خلاف سمجھتے ہیں مگر میرے ہاتھ بھی تالی بجانے لگ گئے اور میں نے دو تین دفعہ تالی بجائی۔ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے شاہی خاندان کے بعض افراد کو خطرات پیش آئیں اور وہ مشکلات دیکھیں کیونکہ ایک فرد سے مراد اُس سے تعلق رکھنے والے اور افراد بھی ہوتے ہیں۔

بہرحال ان خوابوں سے میرے دل میں جو اِنقباض تھا وہ جاتا رہا اور میں نے سمجھا بہرحال اتحادیوں کی فتح ہمارے لئے مفید ہے خواہ ہمیں ان سے کچھ تکلیفیں بھی پہنچیں پس اِس وقت ہمیں ساری کوشش ان کو مدد دینے کے لئے کرنی چاہے۔ رؤیا میں مجھے دریا دکھایا گیا ہے ممکن ہے بعض دریاؤں پر بڑی سخت لڑائی ہو اور اب اٹلی میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔ پس میں دوستوں کو اِن خوابوں کی بناء پر توجہ دلاتا ہوں کہ ہماری جماعت کے نوجوانوں کو چاہئے کہ شوق کے ساتھ اور کثرت سے بھرتی ہوں ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے۔ بے شک تلوار کے ذریعہ نہیں کیونکہ ہم نے تلوار نہیں چلانی مگر تلوار کھانی تو ہے اور اسلام نے دفاع کا بھی حکم دیا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ کسی جگہ پر حملہ کرو مگر یہ ضرور کہتا ہے کہ اپنے آپ کو بچاؤ اور حفاظت کے لئے اپنے پاس ہتھیار رکھو اور اُن کو چلانا سیکھو تا کہ جب دشمن تم پر حملہ کرے تو تم اپنی حفاظت کر سکو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اسے ایسا ضروری قرار دیا ہے کہ مسجد میں جہاں ذکرِ الٰہی کے سِوا اور کوئی کام جائز نہیں اس میں فنونِ جنگ کی مشق کرائی ہے۔ ایک دفعہ آپ تیراندازی کا مقابلہ کرا رہے تھے کہ آپ خود بھی ایک پارٹی میں شامل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر دوسری پارٹی نے کمانیں پھینک دیں کہ ہم آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اِس پر آپ نے تیر چلانا چھوڑ دیا۔

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فنونِ جنگ سے اتنا شغف تھا تو اِس کی وجہ یہی تھی کہ جرأت اور دلیری ہتھیاروں کے استعمال سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پھر ہتھیار چلا سکنے والا، دشمن پر ہتھیار نہ چلائے بلکہ درگزر سے کام لے تو اِس کا بہت اثر ہوتا ہے ورنہ جو ہتھیار چلانا نہیں جانتا

وہ اگر دشمن سے کہے کہ میں تم کو چھوڑتا ہوں اور تم پروا نہیں کرتا تو اس کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ ہمیں لڑائی کا فن آتا ہو ہم تلوار، بندوق، توپ، مشین گن چلانا جانتے ہوں، اعلیٰ درجہ کے ہتھیار بنا سکتے ہوں اور اپنے پاس ہتھیار رکھتے ہوں پھر حملہ آور سے کہیں لو مار لو ہم ہاتھ نہیں اُٹھاتے بلکہ تم سے محبت ہی کا اظہار کرتے ہیں تب قابل تعریف بات ہے۔

دیکھو ایک بچہ اگر کسی پہلوان سے کہے کہ تم بے شک مجھے مار لو میں تم پر ہاتھ نہیں اُٹھاتا تو یہ ہنسی کی بات ہوگی مگر ایک مضبوط پہلوان کو کوئی کمزور مارنا چاہے اور پہلوان اُسے کہے بے شک تم مجھے مار لو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا تو یہ قابل تعریف بات ہوگی۔ اِسی طرح جب ہم میں طاقت ہو، ہمارے پاس ہتھیار ہوں، ہم ہتھیار چلانا جانتے ہوں اور پھر یہ کہیں کہ ہمارے تو خدا نے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں ہم ہاتھ نہیں اُٹھائیں گے تب اِس کا اچھا اثر پڑے گا۔

دفاع کیلئے فنونِ سپہ گری سیکھنے کی ضرورت

اِسی لئے میں نے ہمیشہ اِس بات پر زور دیا ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو فنونِ سپہ گری سے واقفیت حاصل کرنی چاہئے اور اِس کیلئے جو بھی موقع میسر آئے اُس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ جب ہم ایسا کر لیں گے اُس وقت اپنی گردنیں مخالف کے ظلم وستم کے سامنے جھکا دیں گے اور کہیں گے کہ ہم اِس رنگ میں تمہارا مقابلہ تو کر سکتے ہیں مگر تمہاری محبت اور تمہاری خیر خواہی ہمیں تم پر ہاتھ نہیں اُٹھانے دیتی تب لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہوں گے اور اُن کی گردنیں ہمارے سامنے جھکیں گی۔ اِس طرف مَیں نے بار بار جماعت کو توجہ دلائی ہے مگر جماعت کا ایک حصہ ابھی تک فوج میں بھرتی ہونے کو ملازمت کرنا سمجھتا ہے حالانکہ ہم نوکری اور ملازمت کی خاطر بھرتی ہونے کیلئے نہیں کہتے بلکہ اِس لئے کہتے ہیں کہ جو احمدی بھرتی ہو کر جائیں وہ فنونِ جنگ سیکھ کر آئیں تا کہ ضرورت کے وقت وہ سچی اور مؤثر قربانی کر سکیں اور کوئی یہ نہ کہے کہ احمدی تشدد کا مقابلہ اس لئے نہیں کرتے کہ ان میں طاقت نہیں بلکہ یہ سمجھیں کہ وہ طاقت رکھتے ہوئے اِس لئے ہاتھ نہیں اُٹھاتے کہ ان کو تعلیم یہی دی گئی ہے۔

پھر میں جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ غور تو کرو۔ اس بات کا کون ذمہ دار ہے کہ ہم پر وہ وقت کبھی نہیں آئے گا جب ہمیں اِس رنگ میں دنیا کا مقابلہ

کرنا پڑے۔ گزشتہ نبیوں کی اُمتوں میں ہم یہ نظارے دیکھتے ہیں کہ گو وہ امن پسند تھیں، کسی کے خلاف ہاتھ نہ اُٹھانا چاہتی تھیں لیکن مخالفوں نے انہیں مار مار کر مجبور کر دیا کہ اپنی حفاظت کی طرف متوجہ ہوں اور آخر وہ وقت آ گیا جب خدا تعالیٰ نے انہیں کہا تمہیں بھی اب مقابلہ کرنے کی اجازت ہے۔ پس تمہیں کیا معلوم ہے کہ ہماری جماعت کیلئے کسی وقت ایسا ہی وقت آ جائے۔ کیا اُس وقت تم دشمن کے پاس یہ میمورنڈم بھیجو گے کہ دیکھو ہم ایک امن پسند جماعت ہیں اگر ہم پر حملہ کرنا ہی ہے تو کم از کم پانچ چھ سال کی مہلت دو تا کہ ہم بھی جنگ کرنا سیکھ لیں پھر ہم لڑائی کر سکیں گے۔ اگر تم ایسا کرو گے بھی تو اِسے کون مانے گا۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کوئی بے وقوف بادشاہ تھا اُس نے ایک دن کہا کہ فوج پر خواہ مخواہ اِتنا خرچ کرنا پڑتا ہے اور یہ کام کچھ نہیں دیتی اِسے موقوف کر دیا جائے۔ چنانچہ فوج برخواست کر دی گئی۔ کسی نے کہا کہ اگر موقوف کر دیا گیا تو پھر دشمن کا مقابلہ کون کرے گا۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر ایسا وقت آ گیا تو مقابلہ کیلئے ملک کے قصابوں کو جمع کر کے بھیج دیں گے۔ جب پاس کے کسی بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ اس بادشاہ نے فوج موقوف کر دی ہے تو اُس نے اس مُلک پر حملہ کر دیا۔ اِس کے مقابلہ کیلئے قصابوں کو کہا گیا کہ اپنی چھریاں اور چھرے لے کر جاؤ اور مقابلہ کرو۔ قصاب چلے تو گئے لیکن تھوڑی ہی دیر بعد بھاگتے ہوئے آئے کہ فریاد! فریاد! بادشاہ سلامت! اِن لوگوں کو روکا جائے کہ اِس طرح جنگ نہ کریں ہم تو اُن میں سے کسی ایک کو پکڑ کر باقاعدہ زمین پر لٹاتے ہیں اور پھر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرتے ہیں لیکن وہ بے تحاشہ مارتے جاتے ہیں کچھ دیکھتے ہی نہیں۔ اُنہیں کہا جائے اِس طرح بے تحاشہ قتل نہ کریں اتنے میں حملہ آوروں نے آ کر بادشاہ کو بھی مار دیا اور ساری حکومت پر قبضہ کر لیا۔ پس ایسی قومیں جو اپنی حفاظت کا سامان نہیں کرتیں ہلاک کر دی جاتی ہیں کیونکہ بے سروسامانی اور کمزوری ایسا جُرم ہے جو کبھی معاف نہیں کیا جاتا۔ کمزوری کی حالت میں تم اگر کسی کی طرف منہ کر کے پھونک بھی مارو گے تو یہ کہہ کر تمہیں مجرم گردانا جائے گا کہ معلوم ہوتا ہے تمہیں جادو کرنا آتا ہے اور اِس طرح تم دوسروں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہو۔ یا پھر یہ کہیں گے کہ تمہارے اس طرح کرنے سے چونکہ دوسروں کو اشتعال آتا ہے اس لئے تم قصوروار ہو۔

دراصل قانون خود بخود نہیں چلتا بلکہ اُن افسروں کے ذریعہ چلتا ہے جو اُسے چلانے کیلئے مقرر ہوتے ہیں۔ اگر ان افسروں میں انصاف نہ ہو، خدا ترسی نہ ہو تو وہ ہر بات کو کمزوروں کے خلاف بنا لیتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے احمدیہ جماعت کے نوجوانوں کو فوج میں بھرتی ہونے کیلئے انگریزوں اور جرمنوں کی جنگ کرا دی تو یہ حکمت بھی کوئی چھوٹی حکمت نہیں ہے۔ پچھلے دنوں بھرتی ہونے والوں کا شمار کیا گیا تھا تو معلوم ہوا کہ قادیان میں جس قدر بھرتی ہونے والوں کے نام لکھے گئے وہ پونے بارہ سَو کے قریب ہیں یہ صرف قادیان سے بھرتی ہونے والوں کی تعداد ہے اور یہاں احمدیوں کی تعداد دس بارہ ہزار کے قریب ہے۔ گویا ۱۲، ۱۴ بلکہ ۱۵ فیصدی نوجوان بھرتی ہو کر قادیان سے چلے گئے ہیں۔ اِس طرح بیرونی جماعتوں میں سے بھرتی ہونے والوں کا اندازہ لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ اِس وقت تک ۱۵ ہزار کے قریب جوان بھرتی ہو کر لڑائی میں جا چکے ہیں حالانکہ ہماری تعداد آبادی کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ جالندھر ڈویژن کے متعلق رپورٹ یہ ہے کہ ہماری جماعت کا اِس وقت تک سات ہزار رنگروٹ بھرتی ہو چکا ہے۔ تو اِس میں شُبہ نہیں کہ ہماری جماعت کے بہت لوگ بھرتی ہو کر جنگ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مگر ابھی بہت سے ایسے ہیں جو بھرتی ہو سکتے ہیں۔ پس یہ موقع جو خدا تعالیٰ نے بہم پہنچایا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ ٹیکنیکل بھرتی میں بے شک تنخواہ زیادہ ملتی ہے اور میں اِس میں بھرتی ہونے والوں کو فائدہ سے محروم کرنا نہیں چاہتا مگر مُلک اور حکومت اور دنیا کی خدمت بلکہ جماعت کی خدمت کا زیادہ موقع لڑنے والی فوج میں بھرتی ہونے سے مل سکتا ہے کیونکہ اِس میں ایسی ٹریننگ آ جاتی ہے کہ جب دشمن حملہ آور ہو تو کامیابی سے اُسکا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اِس وقت اگر تم دشمن سے مار کھا لو اور مقابلہ میں زیادتی نہ کرو تو دنیا کہے گی کہ تم نے صبر سے کام لیا اور قابلِ تعریف حوصلہ دکھایا اور اس کا بہت اچھا اثر ہوگا۔

۱۹۳۲ء کے آخر میں جب مَیں سیالکوٹ گیا تو وہاں میرا لیکچر مقرر تھا۔ جب شام کے وقت مَیں لیکچر دینے کیلئے گیا تو کئی لوگوں کی طرف سے مجھے پیغام پہنچا کہ جلسہ گاہ کے گرد احراری بڑی جماعت میں جمع ہیں اور فساد کا خطرہ ہے آپ نہ آئیں۔ مَیں نے کہا چونکہ میری تقریر کا اعلان کر

دیا گیا ہے اس لئے میں ضرور تقریر کیلئے جلسہ گاہ میں آؤں گا۔ آخر جب میں جلسہ گاہ میں پہنچا تو بعض معززین نے کہا کہ جلسہ میں فساد برپا کرنے کی پوری تیاریاں کی جا چکی ہیں اِس جلسہ کو برخواست کر دیا جائے۔ مَیں نے ان سے کہا کہ آپ لوگ تشریف لے جائیں کیونکہ خطرہ ہے ہمیں آپ سے کوئی شکوہ نہ ہوگا لیکن ہم چونکہ جلسہ عام کا اعلان کر چکے ہیں اِس لئے اِس ڈر سے کہ لوگ فساد برپا کرنا چاہتے ہیں جلسہ بند نہیں کر سکتے۔ اِس پر وہ لوگ بھی جلسہ ہی میں بیٹھے رہے اور اُنہوں نے جانا پسند نہ کیا۔ آخر جب میری تقریر کا وقت ہوا اور میں تقریر کرنے کیلئے کھڑا ہوا تو چاروں طرف سے لوگ پتھر مارنے لگ گئے۔ احباب جوشِ محبت سے میرے اِرد گرد جمع ہو گئے۔ مگر باوجود اُن کی حفاظت کے دو تین پتھر مجھے بھی لگے اور میز پر پتھروں کا ڈھیر لگ گیا۔ اُس وقت ہم نے وہاں کے رؤساء سے کہہ دیا کہ آپ چلے جائیں اور وہ چلے گئے مگر اپنی جماعت کے لوگوں سے میں نے کہا ایسے موقع پر ہی انسان کی آزمائش ہوتی ہے تم سب لوگ بیٹھے رہو خواہ کچھ ہو صرف ڈاکٹرز زخمیوں کو اُٹھانے اور پٹی کرنے کیلئے کھڑے ہوں۔ چند ہی منٹوں میں ہمارے قریب پچیس آدمی زخمی ہو گئے۔ تب حُکّام کو توجہ ہوئی اور اُنہوں نے پتھر مارنے والوں کو ہٹا دیا۔ ہماری جماعت میں سے خدا کے فضل سے اُس وقت کوئی نہ بھاگا ممکن ہے کوئی گیا ہو لیکن مَیں تو کھڑا تھا مَیں نے کسی کو جاتے نہ دیکھا۔ ہمارے آدمی جس طرح پیٹھیں کئے بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے رہے۔ ایک بھائی اِس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں اُنہوں نے پتھر مارنے والوں کو مغلّظات سنانی شروع کر دیں۔ مَیں نے اُنہیں روکا تو کہنے لگے مَیں تو احمدی نہیں ہوں۔ اُس وقت وہ احمدی نہ تھے بعد میں انہوں نے بیعت کی۔ وہ اس نظارہ کو دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور زیادتی کرنے والوں کے خلاف بول اُٹھے۔ غیر مبائعین کی انجمن کے سیکرٹری ہمارے کتنے مخالف تھے لیکن وہ رات کے ایک بجے اُس مکان پر پہنچے جہاں میں پڑا ہوا تھا اور یہ کہہ کر ملنے کی اجازت مانگی کہ جب تک مَیں ان سے مل نہ لوں گا سو نہ سکوں گا۔ میں نے اُنہیں بُلا لیا تو وہ کہنے لگے دنیا نے تیرہ سَو سال قبل جو نظارہ بدر میں دیکھا تھا وہ آج ہم نے یہاں دیکھ لیا۔ یہ نظارہ دیکھنے کے بعد میں گھر نہیں جا سکا کہ اِن جذبات اور احساسات کا اظہار آپ سے کرنا ہے اور اِسی غرض سے میں اس وقت آیا ہوں۔

تو ایسے مواقع اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہادری اور جرأت پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں ضرورت اِس بات کی ہوتی ہے کہ انسان مقابلہ کر سکے اور پھر نہ کرے ورنہ دشمن سمجھتا ہے کہ کمزور ہونے کی وجہ سے ڈر گیا اور بھاگ گیا۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ دوست ذرا زیادہ جرأت اور دلیری سے کام لے کر اور قربانی کر کے بھرتی ہونے کی کوشش کریں گے۔ خصوصاً احمد یہ کمپنیوں میں، کیونکہ ان میں جوانوں کی ضرورت ہے۔ گو اِس وقت تک ہم ۱۵ ہزار کے قریب بھرتی دے چکے ہیں اور پنجاب میں سرکاری رپورٹ کی رو سے ہماری تعداد ۷۰ ہزار ہے اور ہم اپنی جماعت کی تعداد پنجاب میں دو اڑھائی لاکھ کے قریب سمجھتے ہیں اگر حکومت کی بتائی ہوئی تعداد ۷۰ ہزار مانی جائے تو اس لحاظ سے اگر سارا ہندوستان ۸ کروڑ بھرتی دے تب ہمارے ذمہ ۱۵ ہزار کی بھرتی آتی ہے لیکن اگر ہماری تعداد اڑھائی لاکھ تسلیم کی جائے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے مقابلہ میں ہندوستان کو ۲ کروڑ ۴۰ لاکھ کی بھرتی دینی چاہئے۔ ہندوستان کی ساری بھرتی ۱۵ لاکھ ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ آبادی کے لحاظ سے ہمارا بھرتی دینے کا جتنا حق بنتا ہے اُس سے پندرہ گنا زیادہ ہم دے چکے ہیں اور گورنمنٹ کی مردم شماری کی رپورٹ کو مدنظر رکھیں تو چار سَو گنے زیادہ دے چکے ہیں۔ مگر یہ ہمارے لئے خوشی کی بات نہیں ہے خوشی اُس وقت ہوسکتی ہے جب ہر احمدی نوجوان اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور اُسے ادا کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کسی وقت مُلک میں فساد ہو جائے اور کسی طرف سے دشمن آ جائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ ہماری بیویوں اور بیٹیوں کی عزت برباد ہو جائے گی اور نہ معلوم کیا کیا مصائب ہم پر ٹوٹ پڑیں گے لیکن اگر لوگوں کو یہ یقین ہو کہ کسی وقت فساد ہونے پر یا دشمن کے آ جانے پر ہمارے ہمسائے مقابلہ کیلئے کھڑے ہو جائیں گے جو ہماری حفاظت کریں گے تو وہ اطمینان کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے فوجی ٹریننگ کی ضرورت ہے پس جو بھی فوج میں بھرتی ہوسکتا ہے اسے ضرور بھرتی ہو جانا چاہئے۔

انگریزی ترجمۃ القرآن

اب میں انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں اس کی اشاعت کے متعلق مجلس مشاورت ۱۹۴۲ء میں فیصلہ کیا گیا تھا اور اب ۱۹۴۳ء بھی ختم ہو رہا ہے مگر ترجمہ شائع نہیں ہوا۔ وجہ یہ ہوئی کہ وہ

پریس جس نے چھاپنے کا ٹھیکہ کیا تھا وہ عربی کا ٹائپ مہیا نہیں کر سکا۔ اب اس کے لئے حیدر آباد دکن میں انتظام کیا گیا ہے اگر وہاں عربی کا ٹائپ بن جائے تو انگریزی ترجمہ شائع ہو سکتا ہے۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ ۳۰/نومبر کو سیسہ حیدر آباد بھجوایا گیا تھا لیکن رپورٹ آئی ہے کہ وہاں ابھی تک نہیں پہنچا حالانکہ سواری گاڑی میں بھیجا گیا تھا۔ حیدر آباد والے کہتے ہیں کہ اگر سیسہ مل جائے تو دو تین ماہ میں عربی ٹائپ کا کام ختم کر لیں گے۔ ارادہ یہ ہے کہ سورۃ نحل تک کا ترجمہ پہلی جلد میں چھپے جو قریباً تیار ہے۔ اگر جنوری میں بھی ٹائپ آ جائے تو مجلس شوریٰ سے پہلے پہلے تیار کر سکتے ہیں۔

مصالح تیار ہے صرف عربی ٹائپ کی دیر ہے۔ حیدر آباد کے دوست جلسہ سے واپس جا کر جلدی کام کرا دیں اور ٹائپ جلد بھجوا دیں تو میں سمجھتا ہوں پھر کام جلدی ہو جائے گا ورنہ جنگ کے بعد ہندوستان کے چھپے ہوئے کو انگریزوں کا پڑھنا مشکل ہوگا۔

غلّہ منڈی کی تحریک

اب میں اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آئندہ سال غلّہ کے لحاظ سے بہت مشکلات لے کر آنے والا ہے۔ ۱۹۴۲ء کے شروع میں گورنمنٹ نے غلّہ پر کنٹرول کیا تھا مگر وہ بہت ناکام رہا۔ اُس وقت بھی میں نے کہا تھا کہ ضرورت کیلئے غلّہ جمع کر لینا چاہئے۔ اُس وقت جنہوں نے جمع کیا وہ آرام میں رہے اور جنہوں نے اِس طرف توجہ نہ کی انہوں نے بہت تکلیف اور نقصان اُٹھایا۔ ۱۹۴۲ء میں مَیں نے قادیان کے غرباء کیلئے غلّہ کی تحریک کی اِس پر کافی غلّہ جمع ہو گیا۔ اِسی طرح ۱۹۴۳ء میں بھی تحریک کی گئی اور سترہ اٹھارہ ہزار روپیہ کے قریب غرباء کے غلّہ کیلئے جمع ہوا اور غرباء کو پانچ پانچ ماہ کا غلّہ دے دیا گیا۔ اگلے سال کچھ مزید دِقتیں پیش آنے والی ہیں۔ اس سال ابھی تک بارش نہیں ہوئی اور اِس وجہ سے بارانی فصلوں کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ جوں جوں سردی لمبی ہوتی جائے گی اور گرد بڑھتی جائے گی فصلوں کی حالت خراب ہوتی جائے گی۔ اگر جلدی بارش نہ ہوئی تو ایسا نظر آتا ہے کہ پنجاب میں بھی قحط پڑ جائے گا۔ اِدھر حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر غلّہ کم پیدا ہوا تو قیمت اور زیادہ بڑھا دی جائے گی۔ اب گورنمنٹ ہند نے زور دے کر کہا ہے کہ غلّہ کی قیمت گرائی جائے۔ کتنی گرائی جائے گی یہ معلوم نہیں مگر موجودہ نرخ سے کم کی جائے گی۔ ممکن ہے آٹھ روپے من یا اِس سے بھی کم کر دی جائے تو ایسی صورت میں جب کہ مُلک میں غلّہ کم ہو یا

کم بچے تو بہت مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ غرباء کے پاس نہ غلّہ ہوگا اور نہ پیسے، اُن کی حالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ پس دوستوں کو ابھی سے غلّہ فنڈ کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ جب اِس کیلئے اعلان ہو تو ان غرباء کیلئے جو قادیان میں رہتے ہیں ضرور اپنے خرچوں سے بچا کر اِس میں حصہ لیں۔ ایک حصہ جماعت کا ایسا ہے جو حصہ نہیں لیتا اگر سارے کے سارے لوگ حصہ لیں تو کافی غلّہ جمع ہوسکتا ہے۔

پچھلے سال مَیں نے ہدایت کی تھی کہ زمیندار زیادہ سے زیادہ غلّہ بوئیں۔ جنہوں نے اِس پر عمل کیا اچھی بات کی اور جنہوں نے نہ کیا اُنہوں نے غلطی کی۔ اب جو غلّہ بھی کسی قسم کا بو سکتے ہوں ضرور بوئیں تا کہ خود بھی تکلیف سے بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ بارش کی کمی کو دیکھ کر ڈر ہی لگتا ہے کہ پنجاب نے چونکہ بنگال کی مصیبت کو دور کرنے میں پوری طرح حصہ نہیں لیا اِس لئے پنجاب کو بھی (خدا کرے یہ میرا وہم ہو) اِسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے بارش برسا کر اِس خطرہ کو دور فرمائے اور نہ صرف اِس صوبہ کو بلکہ سارے مُلک کو قحط کے عذاب سے نیز دوسرے ہر قسم کے عذابوں سے محفوظ رکھے تا کہ لوگ تکلیف مَالَایُطَاق سے دوچار نہ ہوں۔

تحریک جدید

اب میں تحریک جدید کی طرف آتا ہوں۔ یہ دسواں سال ہے اور تحریک جدید کے پہلے دَور کا آخری سال ہے۔ یہ تحریک ایسی تکلیف کے وقت شروع کی گئی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کی ساری طاقتیں جماعت احمدیہ کو مٹانے کیلئے جمع ہوگئی ہیں۔ ایک طرف احرار نے اعلان کر دیا کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کو مٹانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور وہ اُس وقت تک سانس نہ لیں گے جب تک وہ مٹا نہ لیں۔ دوسری طرف جو لوگ ہم سے ملنے جلنے والے تھے اور بظاہر ہم سے محبت کا اظہار کرتے تھے اُنہوں نے پوشیدہ بُغض نکالنے کیلئے اِس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے سینکڑوں اور ہزاروں روپوں سے اُن کی امداد کرنی شروع کر دی۔ اور تیسری طرف سارے ہندوستان نے ان کی پیٹھ ٹھونکی۔ یہاں تک کہ ایک ہمارا وفد گورنر پنجاب سے ملنے کیلئے گیا تو اُسے کہا گیا کہ تم لوگوں نے احرار کی اِس تحریک کی اہمیت کا اندازہ نہیں لگایا۔ ہم نے محکمہ ڈاک سے پتہ لگایا ہے پندرہ سَو روپیہ روزانہ اُن کی آمدنی

ہے۔ تو اُس وقت گورنمنٹ انگریزی نے بھی احرار کی فتنہ انگیزی سے متأثر ہو کر ہمارے خلاف ہتھیار اُٹھا لئے اور یہاں کئی بڑے بڑے افسر بھیج کر اور احمدیوں کو رستے چلنے سے روک کر احرار کا جلسہ کرایا گیا۔ چونکہ احرار کا دعویٰ تھا کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اِس لئے ہمیں اپنے مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کیلئے قدرتی طور پر کارروائی کرنی پڑی۔ اُس وقت ناظر امورِ عامہ نے اِردگرد کی احمدی جماعتوں کو لکھا کہ قادیان آ جائیں۔ گورنمنٹ نے ایک طرف تو احرار کو اجازت دے دی کہ سارے ہندوستان سے جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو جمع کر لیں اور دوسری طرف امورِ عامہ کی اتنی سی اطلاع کے متعلق سی آئی ڈی کے سپرنٹنڈنٹ کو بھیجا کہ جا کر تحقیقات کرو اور روکو کہ باہر سے لوگوں کو بُلانے کی احمدی تحریک نہ کریں۔ میرے پاس سپرنٹنڈنٹ صاحب آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میں اِس کام کے لئے آیا ہوں۔ مَیں نے کہا ہمیں تو اپنے مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت چاہیئے اگر اِس بارے میں یقین دلا دیا جائے تو مَیں لوگوں کو یہاں آنے سے روک دوں گا۔ اُنہوں نے مجھے بعض تجاویز بتائیں کہ اگر یہ یہ انتظام ہو جائے تو آپ کا اطمینان ہو جائے گا۔ مَیں نے کہا ہاں۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ایسا ضرور ہو جائے گا آپ لوگوں کو آنے سے روک دیں۔ چنانچہ امورِ عامہ نے روک دیا کہ اِس موقع پر کوئی احمدی نہ آئے اور فوراً اِس قسم کی چٹھی بھجوا دی گئی۔ لیکن گورنمنٹ تو بھری بیٹھی تھی رات کے بارہ بجے بٹالہ کے مجسٹریٹ صاحب نے آ کر مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا اور جب مَیں نے پتہ کرایا تو یہ بتایا گیا کہ کریمینل ایمنڈمنٹ لاء کے ماتحت یہ حکم دیا جاتا ہے کہ آپ نے جماعت کے جن لوگوں کو باہر سے بُلایا ہے اُن کو فوراً روک دیں ورنہ آپ کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ حالانکہ اس سے پہلے روک دیا گیا تھا اور بُلانے کا میں نے حُکم نہیں دیا تھا۔ مَیں نے مجسٹریٹ کو لکھ دیا کہ یہ ظالمانہ حُکم ہے اور اِس طرح میری ہتک کی گئی ہے۔ مجسٹریٹ صاحب سمجھے یہ موقع اس کو ممنون کرنے کا ہے۔ کہنے لگے آپ نے یہ کیا لکھ دیا ہے سوچ لیں۔ مَیں نے کہا تم کو اِس سے کیا تم گورنمنٹ کی چٹھی لائے ہو اب اِس کا جواب لے جاؤ۔ پھر ہم چھ ماہ تک گورنمنٹ سے پوچھتے رہے کہ یہ حُکم کس بناء پر جاری کیا گیا تھا مگر کوئی جواب نہ دیا گیا۔ آخر حکومت پنجاب کے چیف سیکرٹری نے کہا کہ ہم کافی ذلیل ہو چکے ہیں آپ

آئندہ اِس بات کو نہ اُٹھائیں۔ یہاں اُس زمانہ میں جس قسم کے افسر بھیجے گئے اُن کا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہے کہ ایک افسر نے کہا یہ تو میں ماننے کیلئے تیار ہوں کہ احمدی اچھے ہوتے ہیں لیکن میں یہ نہیں مان سکتا کہ جہاں احمدیوں کی کثرت ہو وہاں بھی وہ ظلم نہیں کرتے۔

غرض کیا احرار اور کیا دوسرے مسلمان، کیا گورنمنٹ اور کیا دوسری اقوام سب لوگ ہمارے خلاف کھڑے ہوگئے۔ دوسری اقوام کے اخبارات بھی احرار کی تائید اور حمایت کرتے تھے۔ ایسے وقت میں تحریک جدید کو جاری کیا گیا۔ جب میں نے اِس کے متعلق ارادہ کیا تو مَیں خود نہ جانتا تھا کہ کیا کیا لکھوں گا مگر جوں جوں میں نوٹ لکھتا جاتا خدا تعالیٰ وہ طریق اور وہ ذرائع سمجھاتا جاتا جن سے احمدیت مضبوط ہوسکتی تھی۔ اُس وقت ہماری مالی حالت اتنی کمزور تھی کہ تبلیغی ٹریکٹوں کی اشاعت سے ہم عاجز تھے۔ ایسے حالات میں مَیں نے تحریکِ جدید جاری کی اور اس کا ایک حصہ ریزرو فنڈ کا رکھا۔ جب میں نے اِس کیلئے تحریک کی تو مجھے پتہ نہ تھا کہ میں کیا بول رہا ہوں۔ اُس وقت میں نے جو تقریر کی اُس کے الفاظ کچھ ایسے مبہم تھے کہ جماعت نے سمجھا کہ تین سال کیلئے چندہ مانگ رہے ہیں اور وہ اکٹھا دینا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مثلاً کسی کا ارادہ سَو روپیہ سال میں دینے کا تھا تو اُس نے تین سال کا چندہ تین سَو روپیہ اکٹھا دے دیا۔ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے صحیح مفہوم سمجھا مگر ایسے بھی تھے جنہوں نے غلط سمجھا اور اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ ایک لاکھ سات ہزار کے وعدے ہوئے۔ جب دوسرے سال کیلئے تحریک کی گئی تو بعض لوگ کہنے لگے ہم نے تو تین سال کا اکٹھا چندہ دے دیا تھا اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ میں نے کہا یہ طوعی چندہ ہے آپ اب نہ دیں مگر اُنہوں نے کہا ہم تکلیف اُٹھائیں گے اور خواہ کچھ ہو اب بھی ضرور چندہ دیں گے اور کہا کہ پہلے سے زیادہ دیں گے۔ اِس طرح اُنہوں نے تین سال کیلئے جو اکٹھا چندہ دیا تھا دوسرے سال اُس سے زیادہ دیا کیونکہ وہ مجبور ہوگئے کہ اپنے اخلاص کو قائم رکھنے کیلئے چندہ پہلے سے بڑھا کر دیں۔ بعض مخلص ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنا سارے کا سارا اندوختہ دے دیا تھا۔ ایک نے لکھا دوسرے سال مَیں نے شرم کی وجہ سے بتایا نہیں تھا میں نے اپنی کچھ اشیاء بیچ کر چندہ دیا تھا۔ پھر تیسرے سال سب کچھ بیچ باچ کر چندہ دے چکا ہوں اب رقم کم کرنے پر مجبور ہوں۔ لیکن نویں سال میں لکھا کہ خدا تعالیٰ نے کچھ رقم جمع کرنے

کی توفیق عطا کی اِس لئے پہلے کی طرح ہر سال کا چندہ بڑھا کر ادا کروں گا۔ دراصل جب میں تحریکِ جدید کے چندہ کا اعلان کر رہا تھا خدا تعالیٰ ۲۵ لاکھ ریزرو فنڈ کی تحریک جو پہلے کی گئی تھی اُسے کامیاب بنانے کی بنیاد رکھوا رہا تھا۔

میرا شروع سے ارادہ تھا کہ اِس چندہ سے ریزرو فنڈ قائم کیا جائے جو تبلیغ اور سلسلہ کے دوسرے کاموں میں کام آئے۔ میں نے اس روپیہ سے زمین خریدی جو ساڑھے نو ہزار ایکڑ ہے اور تحریکِ جدید کی ملکیت ہے یہ زمین ابھی آزاد نہیں بلکہ مقاطعہ پر ہے مگر ۸۰ مربع پورے طور پر آزاد ہو چکے ہیں۔ اِن کی ساری قیمت ادا کی جا چکی ہے اور ۱۲۰ مربع اِس سال اور آزاد کرا لئے جائیں گے۔ ۱۶۰ مربعے باقی رہیں گے اور امید ہے کہ مارچ اور اپریل تک کچھ زمین کی آمد سے اور کچھ نئے چندہ سے رقم لے کر اَور زمین آزاد کرائی جا سکے گی اور کل تین سَو مربعے کے قریب زمین آزاد ہو جائے گی۔ اِس وقت جو زمین مقاطعہ پر ہے یا جو خراب ہے وہ اگر چھوڑ دی جائے تو باقی زمین پنجاب کے ریٹ سے ۲۵ لاکھ کی اور وہاں کے ریٹ سے سترہ اٹھارہ لاکھ کی ہے اور امید ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل ہو تو ۲۵ لاکھ کی پہلی قسط اَور دو تین سال میں ہم جمع کر لیں گے۔ اِس کے بعد دوسرے ۲۵ لاکھ کیلئے کوشش شروع کر دیں گے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر صوبہ بلکہ ہر ضلع میں ایسا مشن قائم کر دیا جائے گا کہ ہر زبان جاننے والے مبلغوں اور ہر زبان کیلئے ٹریکٹوں کے ذریعہ تبلیغ کرے۔ عیسائیوں کے اِس وقت ساٹھ ہزار مشنری کام کر رہے ہیں۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رؤیا کے یہ معنی سمجھتا ہوں کہ آپ نے ایک لاکھ سپاہی مانگے۔ مگر آپ سے کہا گیا کہ پانچ ہزار دیئے گئے ہیں۔ اِس کے یہ معنی ہیں کہ پانچ ہزار چندہ دینے والوں سے پہلے فنڈ قائم کیا جائے گا پھر پانچ ہزار مبلّغوں سے دوسرا قدم اُٹھایا جائیگا اور پھر ایک لاکھ مبلّغوں سے تیسرا قدم اُٹھایا جائے گا۔ گویا کم از کم ساٹھ کروڑ روپیہ خرچ کیا جائے گا اور یہ دس ارب روپیہ کے فنڈ سے حاصل ہوگا۔ دنیا کی کسی قوم نے اِس قدر ریزرو فنڈ جمع نہیں کیا مگر یہ تو خدا تعالیٰ جمع کرنے والا ہے۔ پھر یہ ایک لاکھ مبلّغ ایسے ہونگے جو اپنا سارا وقت خدمت دین اور تبلیغ احمدیت میں خرچ کریں گے ورنہ یوں تو سب کے سب احمدی مبلّغ ہیں۔

تحریک جدید اور پیغامی

تحریکِ جدید کے اِس فنڈ کی کامیابی نے پیغامیوں میں ایک کسک پیدا کر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں قادیان والے یونہی پانچ ہزار بنتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِس رؤیا کے مصداق تو ہم ہیں وہ کہتے ہیں کوئی امریکی آیا تھا اُس نے لکھا کہ ۵ ہزار پیغامی ہیں اس لئے ہم ہی اس رؤیا کے مصداق ہیں۔ حالانکہ اِس خواب میں یہ نہیں کہ جنہیں کوئی پانچ ہزار کہہ دے وہ اس کے مصداق ہیں۔

پیغامیوں کی تعداد

ہم نے پیغامیوں کے متعلق اندازہ لگایا تھا پیچھے مردم شماری کرائی گئی تھی سارا زور لگانے پر تین ہزار بنے تھے لیکن ہم تو کہتے ہیں کہ تحریکِ جدید کے رجسٹروں میں چندہ دینے والوں کے نام لکھے ہوئے دیکھ لو وہ پانچ ہزار ہیں مگر وہ کچھ نہیں بتاتے۔ پھر ہم پوچھتے ہیں پانچ ہزار پیغامی چندہ دینے والے ہیں یا ان میں وہ بھی شامل ہیں جو پوتڑوں میں پاخانہ پھرتے ہیں۔ اگر وہ اِس تعداد میں عورتیں اور بچے بھی شامل کرتے ہیں تو وہ سپاہی کس طرح کہلا سکتے ہیں۔ پس جب تک وہ پانچ ہزار چندہ دینے والے ثابت نہ کریں اُس وقت تک یہ خواب اُن پر نہیں لگ سکتی۔ مگر ہم چندہ دینے والے پانچ ہزار پیش کرتے ہیں۔

پھر پیغامی کہتے ہیں دس لاکھ کی تعداد میں سے پانچ ہزار نے چندہ دیا تو معلوم ہوا کہ ایک قلیل حصہ نے اِس تحریک میں حصہ لیا اور یہ فخر کی بات نہیں بلکہ شرم کا مقام ہے مگر انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ ایک خاندان کے سارے کے سارے افراد چندہ نہیں دیا کرتے۔ خاندان میں بعض بچے چھوٹے ہوتے ہیں اگر دس لاکھ کی تعداد ہو تو چندہ دینے والے دو لاکھ رہ گئے۔ پھر یہ تحریکِ جدید کا چندہ ہے دوسرا نہیں جس کا ادا کرنا ہر ایک کا فرض ہے۔ اِس میں یہ شرط ہے کہ کم از کم پانچ روپیہ تک چندہ دے اور دوسرا چندہ بھی ساتھ دے۔

ہندوستان کی روزانہ فی کس آمدنی

ہمارا مُلک بہت غریب ہے گاندھی جی نے اعلان کیا تھا کہ یہاں اوسط آمدنی ڈیڑھ آنہ روزانہ ہے اور دو روپے تیرہ آنے ماہوار فی کس آمدنی بنتی ہے۔ اگر کوئی پانچ آدمیوں

کا کنبہ ہو تو اُن کے کھانے پینے، شادی بیاہ، موت وغیرہ کے اخراجات اُن کی چودہ روپیہ ماہوار آمد سے ہی ہوتے ہیں۔ پھر اُنہیں چندہ دینا ہوتا ہے، وصیت کا چندہ ادا کرنا ہوتا ہے، جلسہ پر آنے کے اخراجات بھی ادا کرنے پڑتے ہیں، کوئی نہ کوئی اخبار خریدنا ہوتا ہے، کوئی کتاب خرید لی جاتی ہے، غریبوں اور محتاجوں کی امداد کیلئے بھی کچھ نہ کچھ دینا ہوتا ہے اس طرح آمدنی کا ایک تہائی یا کم ازکم ایک چوتھائی حصہ چلا جاتا ہے۔ اتنے چندے ادا کرنے کے بعد اور اتنے غریب مُلک میں لوگوں کے متعلق یہ خیال کرنا کہ ہر فرد کو چندہ دینا چاہئے کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب نے آمد کی اوسط چالیس روپیہ لگائی ہے اور اس کے مطابق ہم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اتنا چندہ بتاؤ۔

مجھے فرانس کی ایک ملکہ کی مثال یاد آ گئی۔ ایک دفعہ کچھ غریب اکٹھے ہو کر اُس کے محل کے پاس گئے اور روٹی روٹی کا شور مچایا۔ ملکہ نے پوچھا یہ لوگ کیوں شور مچا رہے ہیں؟ بتایا گیا کہ کہتے ہیں روٹی نہیں ملتی۔ ملکہ نے کہا روٹی نہیں ملتی تو کیک کیوں نہیں کھاتے۔ مولوی صاحب بھی معلوم ہوتا ہے ایسے ہی مرض میں مبتلاء ہیں۔ کہتے ہیں دس لاکھ جماعت ہے تو چالیس کروڑ چندہ ہونا چاہئے تھا حالانکہ صاف بات ہے پانچ ہزار تو وہ اپنی تعداد مانتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رؤیا اپنے آپ پر چسپاں کرنے کیلئے وہ اِس لحاظ سے اپنا چندہ دو لاکھ دکھا دیں۔ آخر میں تو مولوی صاحب نے غضب ہی کر دیا۔ کہتے ہیں کہاں ہے بیس لاکھ روپیہ چندہ کا؟ دکھاؤ!! گویا ہم اُن کو منی آرڈر کر کے بھیج دیں تب وہ مانیں گے کہ بیس لاکھ روپیہ ہمیں چندہ وصول ہوا ہے۔ ہم تو ایسے حوصلے والے ہیں کہ مولوی صاحب قادیان سے جاتے ہوئے کئی ہزار روپیہ کی کتب لے گئے۔ میرے پاس اُس وقت لوگ آئے کہ یہ چیزیں لے جانے سے اُن کو روکا جائے۔ میں نے کہا جہاں مولوی صاحب جاتے ہیں وہاں ہی ان چیزوں کو بھی جانے دو مگر ان کی حالت یہ ہے کہ ہمارے گھر کا حساب مانگ رہے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ جنہوں نے ابھی تک چندہ تحریکِ جدید نہیں لکھایا وہ اب کے بڑھ چڑھ کر قربانی کریں گے۔ آئندہ کیلئے میرے مدِّ نظر ایک اور سکیم ہے جو پچھلے سال نہ تھی مگر اِس سال اس کا حصہ معیّن طور پر میرے دل میں ہے۔ میں ابھی اس کا ذکر نہیں کرتا اگلے سال ظاہر

کروں گا اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اور اگر خدا تعالیٰ کی یہ مشیّت نہ ہوئی تو لکھ کر لفافہ میں بند کر دوں گا۔ میرے دل میں یہ اُمنگ ہے کہ پانچ ہزار چندہ دینے والے ایک لاکھ ۹۵ ہزار احمدی ہو جائیں اور پانچ ہزار مبلّغ تمام دنیا میں ہم پھیلا دیں۔ پھر ایک لاکھ تک مبلّغ پہنچا دیئے جائیں۔ یہ سکیم اِس وقت پاگل کی بڑ ہے لیکن ایسی شاندار بڑ ہے کہ جس نے بھی اِس کے پورا کرنے میں حصّہ لیا اِس بات کا خیال کر کے بھی اُس کی روح آسمان کی بلندیوں میں اُڑنے لگے گی کہ قیامت تک میرے لئے رات دن تبلیغ میں مصروف رہنے والے دنیا میں موجود ہونگے۔ میں مَر کر بے نام ونشان ہو جاؤں گا، میری ہڈیاں خاکستر ہو جائیں گی، میری نسل سے پیدا ہونے والی اولاد کو بھی میرا پتہ نہیں ہوگا مگر اِس چندہ سے مستقل طور پر میری طرف سے سارا سال کوئی مبلّغ تبلیغ کر رہا ہوگا۔ مَیں سمجھتا ہوں جن لوگوں نے اِس دَور میں حصّہ لیا ہے وہ اِس بات کے مستحق ہیں کہ تھوڑی قربانی سے بھی زیادہ ثواب حاصل کریں۔ مگر آئندہ کیلئے شرائط زیادہ سخت کر دیئے جائیں گے اور نرم شرائط سے خدا تعالیٰ کے سپاہیوں میں لوگ داخل نہ ہو سکیں گے۔

اب میں تحریکِ جدید کے دوسرے حصوں کی طرف توجہ کرتا ہوں اور جو تشنۂ تکمیل ہیں۔ میں جان بوجھ کر ان بعض حصوں کی طرف سے خاموش تھا۔ اِس سال ارادہ ہے کہ ان پر بھی زور دیا جائے۔ مجھے اِس کام میں ایک اور بات بہت تکلیف دِہ معلوم ہوئی اور وہ یہ کہ جو کارکن تحریکِ جدید کی زمینوں پر بھیجے جا رہے ہیں اُن کے کام دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ احمدی ماں باپ اپنے بچوں کو محنت و مشقت کی عادت نہیں ڈالتے۔ ہم منشی وہاں بھیجتے مگر وہ بھاگ آتے پھر اور بھیجتے وہ بھی بھاگ آتے۔ اِسی طرح کام کرنے کے لحاظ سے ایسے بھی تھے جو یہ کہتے کہ ہم رات کو کام نہیں کر سکتے، ایسے بھی تھے جو یہ کہتے کہ آج نہیں کل کام کریں گے۔ ہمیں اس طرح جماعت کے نوجوانوں کے اخلاق دیکھنے کا موقع ملا۔ تعجب ہے کہ پُرانے لوگ بہت کام کر لیتے مگر نئی پود میں کم محنت کرنے کی عادت پائی جاتی ہے۔ اُدھیڑ عمر والوں میں سے اکثر عمدگی سے کام کرنے والے ثابت ہوئے مگر نوجوانوں میں سے اکثر نکمّے نکلے۔ میں جماعت کو اِس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اِس نے اگر ایسی ہی نسل پیدا کی تو وہ اسلام کی لڑائیاں نہیں لڑ سکیں گے بلکہ بھگوڑے ثابت ہوں گے۔ اگر ہمارے بچے زیادہ سے زیادہ محنت نہیں کر سکتے، اگر ہمارے بچے

زیادہ سے زیادہ مشقت نہیں برداشت کر سکتے، اگر ہمارے بچے زیادہ سے زیادہ جفاکش نہیں ثابت ہو سکتے تو سمجھ لیجئے کہ وہ کچے انڈے کی طرح ہیں اور مَیں کہتا ہوں وہ روئی میں لپیٹ کر رکھنے کے قابل ہونگے۔ پس اگر ہماری جماعت نے ایسے بچے پیدا کئے ہیں تو اِس نے کوئی کام نہیں کیا اور اگر خدام الاحمدیہ نے ایسے نوجوان پیدا کئے ہیں تو اِس نے کچھ نہیں کیا۔ اِن حالات کو دیکھ کر مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر آئندہ کوئی ایسا موقع پیش آیا اور نوجوانوں نے ایسا نمونہ دکھایا تو ہم خدام کو سزا دیں گے۔ مَیں سمجھتا ہوں یہ بڑی شاک پہنچانے والی بات ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قومی اور جماعتی طور پر سزا دینا بھی ضروری ہوتا ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی قاتل نہ پکڑا جائے اور دیت نہ دی جائے تو سارے علاقہ سے ہم دیت لیں گے۔ پس میں وقت پر اطلاع دیتا ہوں کہ ہماری جماعت کے نوجوانوں کا ایک حصہ سُست اور غافل ہے، محنت و مشقت کرنے کا عادی نہیں، اپنے فرائض کا اسے احساس نہیں اور اس کیلئے مقامی جماعتیں ذمہ دار ہیں کیونکہ ان کا فرض ہے کہ محنت و مشقت سے کام کرنے والے، افسروں کی اطاعت کرنے والے، سمجھ و عقل سے کام کرنے والے، جفاکش اور محنتی نوجوان پیدا کریں۔ اگر کوئی جماعت ایسا نہیں کرتی تو وہ سمجھ لے کہ اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتی ہے خواہ وہ دس کروڑ روپیہ بھی چندہ دے کیونکہ آدمیوں کے مقابلہ میں روپیہ کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اِس سال کیلئے جو نئی تجاویز میں پیش کرنا چاہتا ہوں جماعتیں ان کو نوٹ کر لیں اور یاد کر لیں تا کہ ان پر عمل کر سکیں۔

۱۔ جس قدر بڑی جماعتیں ہیں اور (اپنی چھوٹی سی جماعت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے) بڑی جماعت سے مراد وہ جماعت ہے جس کے مرد، عورتیں اور بچے ملا کر پانچ سَو کی تعداد میں ہوں۔ اُس جماعت کا فرض ہے کہ ہر سال اپنی مردم شماری کرائے اور نقشہ پُر کر کے مرکز میں بھیجے جس میں یہ امور درج ہوں۔

(۱) پچھلے سال افراد کی تعداد کتنی تھی

(۲) ۱۲ ماہ کے بعد ان افراد میں سے کتنے کم ہوئے۔ (i) فوت سے (ii) ارتداد سے (iii) کہیں دوسری جگہ چلے جانے کی وجہ سے

(۳) اِس سال کتنے افراد کی زیاتی ہوئی (i) پیدائش کے ذریعہ (ii) باہر سے آنے کی وجہ سے (iii) احمدی ہونے کی وجہ سے۔

یہ نقشہ ہر سال بھجوانا ضروری ہوگا۔ لاہور، امرتسر، سیالکوٹ اور غالباً دہلی بھی اِن جماعتوں میں شامل ہے جن کے افراد کی تعداد پانچ سَو سے زیادہ ہے۔ پہلا نقشہ جنوری میں مل جانا چاہئے۔ اِس قانون کے اندر کون سی جماعت آتی ہے یہ اعلان کرا دیا جائے گا۔ چونکہ کام زیادہ ہے اس لئے مَیں میعاد بڑھا دیتا ہوں یہ نقشے فروری کی ۲۹ تاریخ تک پہنچ جائیں۔ جن میں لکھا ہو کہ اس وقت کل افراد کی یہ تعداد ہے۔ پہلے سال کے نقشہ میں کمی بیشی نہ لکھی جائے گی صرف یہ لکھا جائے گا۔

(۱) مرد اتنے ہیں

(۲) عورتیں اتنی ہیں

(۳) ۱۲ سال سے کم عمر کے بچے اتنے ہیں۔

چوتھا خانہ یہ ہوگا کہ اِس سال میں کوئی فرد یا خاندان مرتد ہوا یا نہیں۔

پانچواں خانہ یہ کہ کمزور اور قابل نگرانی کون کون ہیں۔

چھٹا یہ کہ لڑکے لڑکیوں میں سے کتنے تعلیم پا رہے ہیں۔

ساتواں لڑکوں اور لڑکیوں میں سے کتنے باترجمہ قرآن پڑھ سکتے ہیں اور دینیات کتنے سیکھ رہے ہیں۔

یہ نقشہ اِس سال فروری کے آخر تک اور آئندہ جنوری کی ۳۱ تاریخ تک بھیج دینا چاہئے۔ پھر اِس میں یہ بھی لکھنا چاہئے کہ ریلوے، ڈاک خانہ، سیکرٹریٹ اور عدالتوں میں کتنے ملازم ہیں یہ بھی اپنی الگ الگ انجمن بنائیں سوائے مقامی انجمن کے، تا کہ معلوم ہو سکے کہ ان محکموں میں کتنے احمدی ملازم ہیں۔ پھر اگلے سال بتائیں کہ اِن میں سے کتنے تبدیل ہو کر دوسری جگہوں میں چلے گئے یا فوت ہو گئے۔ کتنے نئے ملازم ہوئے یا ملازم کرائے گئے۔ اِس سال اِن کی مجموعی تعداد کتنی ہے۔ اگلے سال کتنی تھی تا کہ اندازہ لگایا جا سکے کہ اِن ملازمین کی تنخواہ گر رہی ہے یا بڑھ رہی ہے۔ اگر گر رہی ہے تو اِس کا سبب کیا ہے۔ یہ کام مرکز میں امورِ عامہ کے سپرد ہوگا۔

عالمی جنگ ختم ہونے کے بعد تبلیغ کے وسیع مواقع

(۲) دوسری تجویز مَیں یہ کرتا ہوں کہ اِس وقت آثار ایسے نظر آ رہے ہیں کہ سال دو سال تک جنگ ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد فوراً تبلیغی میدان وسیع ہو جائے گا۔ یہ ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ اور انچارج صاحب تحریکِ جدید کا کام ہے کہ وہ کچھ اور واقف کاروں کو ساتھ ملا کر جنگ کے بعد مختلف مُلکوں کیلئے تبلیغی لٹریچر کا نقشہ تیار کریں کہ کس مُلک کیلئے کس قسم کا لٹریچر مفید ہوگا پھر اِس کی منظوری مجھ سے لے کر جنگ کے ختم ہونے سے پہلے پہلے اس کے چھپوانے کا انتظام کیا جائے۔ پہلے تو یہ شکایت کی جاتی تھی کہ روپیہ جمع کرنا انجمن کے سپرد ہے اور اسلام و احمدیت کی ترقی کی تجاویز خلیفہ کے ذہن میں آتی ہیں جن پر عمل کرنے کیلئے روپیہ نہیں ہوتا۔ مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے روپیہ ہے اور آ تا رہے گا۔ اب ہمیں بعد جنگ مختلف مُلکوں مثلاً برطانیہ، جرمنی، اٹلی، فرانس، جاپان، چین، امریکہ وغیرہ کی ضروریات کے متعلق کس قسم کا لٹریچر تیار کرنا چاہئے، پہلے اِس کا فیصلہ کر لینا چاہئے اِس کے بعد میرے مشورہ سے ایسے آدمی مقرر کئے جائیں جو لٹریچر تیار کریں۔

قرآن کریم کے تراجم

(۳) تیسری تجویز یہ ہے کہ اِس وقت انگلستان میں مختلف مما لک کے لوگ آئے ہوئے ہیں اور ہم آسانی سے اچھے جرمنی، اٹالین اور روسی زبانیں جاننے والے لوگ پا سکتے ہیں یہ لوگ مصیبت زدہ ہیں اور تھوڑے روپیہ پر کام کر سکتے ہیں۔ ہم نے مولوی جلال الدین صاحب شمس کو اس بارے میں لکھا تھا۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ میں اِس بارے میں انتظام کر رہا ہوں۔ ترجمۃ القرآن کے محکمہ کو میں ہدایت دیتا ہوں کہ جتنا حصہ وہ صاف کر چکے ہیں وہ شمس صاحب کو بھجوا دیں تا کہ وہ آگے کسی اور زبان میں ترجمہ کرانے کا انتظام کریں۔ اِس طرح کام میں بہت سہولت ہو جائے گی۔ اِس کے بعد عربی دان اس ترجمہ پر نظر ثانی کر لیں گے اور ہم جلد ہی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کر سکیں گے۔ اِس میں دیر نہ کرنی چاہئے جنگ کے بعد لوگ جلد حق قبول کرنے کیلئے تیار ہوں گے اِس لئے تفصیلات کی طرف زیادہ نہیں جانا چاہئے بلکہ زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے اور وہ اِسی طرح پہنچ سکتا ہے کہ جلد سے جلد تبلیغی لٹریچر تیار کیا جائے۔

اِس کے بعد جماعت کو اِس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہمارا عمل اور نمونہ جو ہے وہ ہماری تبلیغ سے زیادہ اثر رکھتا ہے۔ جب تک ہم دنیا پر یہ روشن نہ کر دیں کہ ہم اچھے اور اعلیٰ اخلاق کے انسان ہیں، خدا کا خوف ہر موقع اور ہر قدم پر رکھنے والے انسان ہیں اُس وقت تک یہ امید رکھنا کہ صرف ہماری ظاہری باتوں سے لوگوں پر اثر ہوگا اور وہ اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں گے وہم ہے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ہم جو نیک اور اچھے کام کرتے ہیں اُن کی بھی لوگ بُری تعبیر لیتے ہیں۔ ہمارے گھر میں حضرت اماں جان کی ایک خادمہ ہے وہ ہے تو نوکر، مگر کہے، مجھے دکھانے کیلئے گھر والے نمازیں پڑھتے ہیں۔ گویا سال ہا سال سے اُسے دکھانے اور احمدی بنانے کیلئے سارے گھر کے لوگ نمازیں پڑھتے تھے۔ اب کچھ کہنے لگی ہے کہ خدا کیلئے نمازیں پڑھتے ہیں تو ہمارے اچھے سے اچھے کام کی بھی لوگ بُری تعبیر کر لیتے ہیں لیکن اگر ہم اچھے کام نہ کریں گے تو لوگ ہمیں بدنام کریں گے اور اُن کا حق ہوگا کہ جو چاہیں کہیں اور ہم اس بات کے مستحق ہونگے کہ اُن کی باتیں سنیں۔ آجکل میں دیکھتا ہوں کہ کچھ قوانین ایسے ہیں کہ احمدی بھی سمجھتے ہیں کہ اُن پر عمل کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا قانوناً جائز ہے۔ مثلاً بعض فوجیوں نے بتایا کہ جب کسی شہر کو فتح کر کے اُس میں داخل ہوتے ہیں تو افسر کہہ دیتے ہیں کہ ۲۴ گھنٹے تک ہمیں کچھ نہ بتاؤ اور جو چاہو کر لو مگر کسی احمدی کیلئے اِس اجازت کے باوجود اسلامی تعلیم کے خلاف کوئی بات کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر احمدی اِس کا مرتکب ہوگا تو ہم اُسے سزا دیں گے۔ دراصل مؤمن انسانوں کے دشمن نہیں ہوتے بلکہ بُرے افعال کے دشمن ہوتے ہیں۔ ہم نہ اٹلی کے دشمن ہیں، نہ جرمنی کے، نہ جاپان کے، ہم مکاؤ اور ٹوجو اور ہٹلر کے دشمن نہیں بلکہ ان کے افعال کے دشمن ہیں۔ پس کسی فعل کے متعلق قانون کا جواز کوئی جواز نہیں ہے۔ جو اِس دھوکا میں پڑ کر کوئی فعل اسلام کی تعلیم کے خلاف کرے گا وہ اپنے دین اور ایمان کو خراب کر لے گا۔

اِس سال ایک دو واقعات اِس قسم کے پیش آئے ہیں مثلاً ایک واقعہ تو یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی زمین کسی کے پاس فروخت کی۔ دس گیارہ ماہ کے بعد اس کے بیٹے نے زمین خریدنے والے پر نالش کر دی۔ انگریزی قانون اس کی اجازت دیتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا اخلاقاً یہ جائز ہے؟ اگر ایسی بات ہو کہ باپ بیٹے کا دشمن ہو اور بیٹے کو جائداد سے محروم کرنے کیلئے بیچے

اور اگر بیٹا سمجھے کہ اس جائداد کے بغیر وہ گزارہ نہیں کر سکے گا تو اُس کا حق ہے کہ فروخت کردہ جائداد حاصل کرنے کی کوشش کرے ورنہ اگر باپ نے ایسا کیا تھا اور اُس کا حق مارا تھا تو بیٹے کو چاہئے کہ وہ ناخلف نہ بنے۔ اور اگر باپ بیٹے میں لڑائی جھگڑا نہیں وہ اکٹھے رہتے ہیں تو ایسی صورت میں زمین خریدنے والے سے جا کر بیٹے کا لڑنا دھوکا بازی ہوگی کہ باپ نے روپیہ لے لیا اور بیٹے سے دعویٰ دائر کرا دیا۔ اگر اسے قانون جائز قرار دے اور آج تک کے سارے وائسرائے لکھ دیں کہ ایسا کرنا جائز ہے تو بھی یہ جائز نہ ہوگا۔ دنیا کی کون سی اسمبلی ہے جو اِس بات کو جائز قرار دے سکے جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز قرار نہیں دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ میں بھی انسان ہوں اور ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص زیادہ باتیں کرنے والا ہو اور میں اُس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ اِس طرح میں جسے کچھ دلا دوں وہ اُس کیلئے دوزخ کا ٹکڑا ہوگا[۱] پس جب خلافِ حق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بھی امن پیدا نہیں کرسکتا اور خدا تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا تو انگریز جو صرف سیاست سے تعلق رکھتے ہیں وہ ایسے کیونکر ہو سکتے ہیں کہ وہ کسی ایسی بات کو جائز قرار دے دیں جسے خدا تعالیٰ نے ناجائز قرار دیا ہے۔ مجھے اِس سلسلہ میں ایک اور تکلیف دِہ تجربہ ہوا ہے اور وہ یہ کہ جب بیٹے کی طرف سے باپ کی فروخت کی ہوئی زمین کے خلاف نالش ہوئی تو جس شخص کے پاس زمین بیچی گئی تھی وہ غیر احمدی تھا۔ مگر اُس نے مجھے لکھا کہ میں احمدی ہوں اور مجھ پر احمدیوں کی طرف سے ظلم کیا جا رہا ہے۔ میں نے کہا اِس میں احمدی اور غیر احمدی کا کیا سوال ہے جس بیٹے نے باپ کی فروخت کردہ زمین کے خلاف نالش کی ہے اُس نے غلطی کی ہے۔ اِس پر احمدیوں کے خط آنے شروع ہوگئے کہ اس نے آپ کو دھوکا دیا ہے وہ غیر احمدی ہے۔ بے شک اُس نے غلطی کی کہ احمدی نہ ہوتے ہوئے اپنے آپ کو احمدی کہا مگر انصاف کے معاملہ میں احمدی اور غیر احمدی کا کیا سوال ہے۔ غیر احمدی نہیں اگر کوئی دہریہ ہو تو اُس سے بھی انصاف کرنا ضروری ہے۔

حضرت خلیفہ اوّل کی ایک لڑکی احمدیت سے پہلے امرتسر کے غزنویوں کے خاندان میں بیاہی گئی تھی۔ آپ جب قادیان تشریف لاتے تو امرتسر بھی اُترتے۔ ایک دن آپ نے اُن کے

نوکر کو کوئی سَو دالا نے کیلئے اَٹھنی دی۔ وہ سَو دالے آیا اور ساتھ اَٹھنی بھی لے آیا۔ آپ نے اُس سے پوچھا تم نے یہ کیا کیا؟ کہنے لگا جب دُکاندار کوئی چیز لینے اندر گیا تو میں نے اَٹھنی اُٹھالی اور چونکہ وہ کراڑ تھا اِس لئے میرے لئے اُس کا مال لے لینا جائز تھا۔ انصاف کے معاملہ میں یہ کہنا کہ فلاں غیر احمدی ہے ایسی ہی بات ہے جیسی اِس نوکر نے کی۔ بے شک اُس نے یہ جھوٹ بولا کہ اپنے آپ کو احمدی کہا یہ اُس کی کمزوری تھی اُس نے سمجھا اگر مَیں اِن سے یہ کہوں گا کہ میں غیر احمدی ہوں تو وہ کہیں گے تمہارا مال لے لینا ہمارے لئے جائز ہے اِس ڈر سے اُس نے جھوٹ بولا مگر میں کہتا ہوں اگر وہ دس ہزار دفعہ بھی خدا اور اُس کے رسول کا انکار کرتا ہو تو بھی فتویٰ یہی دیا جاتا کہ جو تیرا حق ہے وہ تجھے ملنا چاہئے۔ پس مجھے تعجب ہے اُن احمدیوں پر جنہوں نے مجھے لکھا کہ اِس شخص نے اپنے آپ کو احمدی کہہ کر آپ کو دھوکا دیا ہے وہ دراصل غیر احمدی ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ اس قسم کی باتوں سے بچیں۔ خواہ قانون کوئی چیز دلا دے جب تک اسلام اسے جائز نہ قرار دے وہ جائز نہیں ہوسکتی۔ باپ کی فروخت کی ہوئی زمین اُسی صورت میں لینی جائز ہوسکتی ہے جب باپ بیٹے کا دشمن ہو اور اُسے نقصان پہنچانے کیلئے جائداد فروخت کرے۔ ایسی حالت میں بھی بیٹے کی سعادت مندی یہی ہے کہ اُس جائداد کو چھوڑ دے۔ لیکن اگر چھوڑ دینا اُس کے بس کی بات نہ ہو تو حاصل کرسکتا ہے ورنہ جو کام باپ نے کیا خواہ دشمنی سے ہی کیا بیٹا اگر اس میں باپ کا مقابلہ کرتا ہے تو وہ ناخلف ہے اور قصوروار ہے۔

اِسی طرح ایک قانونِ اراضی ہے جس کے متعلق بہت گڑبڑ پڑی ہوئی ہے۔ اگر تو کسی نے زمین قرضہ کے سُود میں لوٹی ہو تو اُس سے زمین واپس لے لینا جائز ہے لیکن اگر کسی نے بیچی ہے اور قیمت وصول کی ہوئی ہے تو اُس کا اِس طرح واپس لینا جائز نہیں ہے۔ مجھے ایک شخص کے متعلق بتایا گیا جسے ہم اخلاقی طور پر مجرم قرار دے چکے ہیں کہ اُسے کسی نے کہا تم اپنی فروخت شدہ زمین واپس لے سکتے ہو تو اُس نے کہا میں ایسا بے شرم نہیں ہوں کہ بیچی ہوئی زمین واپس لے لوں۔ اِس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ پس بیچی ہوئی چیز واپس نہیں لینی چاہئے خواہ حکومت کا قانون اُسے دلائے۔ حکومت نے یہ تو نہیں کہا کہ جو بیچی ہوئی زمین نہ لے گا اُس کو اتنی سزا دی جائے گی تو اِس قانون کے ذریعہ زمین واپس لینا بھی جائز نہیں ہے۔

لڑکیوں کو ورثہ دیا جائے

تیسری بات ورثہ کے متعلق ہے ایک گزشتہ جلسہ کے موقع پر تمام جماعت نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ ہم لڑکیوں کو ورثہ دیں گے اور بہت سے احمدیوں نے لڑکیوں کو اُن کے حصے دیئے بھی ہیں مگر ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے وعدے کئے اور وہ فوت ہو گئے مگر اُن کی ناخلف اولاد نے نہ دیئے۔ یاد رکھو یہ زمینیں اور یہ جائدادیں آئی گئی چیزیں ہیں آج ہمارے پاس ہیں تو کل دوسروں کے پاس۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا کرتے تھے بلکہ یہاں کے ہندوؤں اور سکھوں سے بھی سنتے تھے کہ یہ تمہارا گاؤں تھا، وہ تمہارا گاؤں تھا مگر آج وہاں ہمارے آدمیوں کو مارا اور پیٹا جاتا ہے۔ ایسی چیزوں کیلئے خدا تعالیٰ کے فضل کو ہاتھ سے دینا جو ہمیشہ ہمیش کیلئے قائم رہنے والا ہے کتنی بڑی غلطی ہے۔ میں پھر اپنی جماعت کے لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جب تک وہ عورتوں کو ورثہ نہ دیں گے اُن کے دلوں میں دین کی کامل محبت پیدا نہ ہوگی اور دنیا کی محبت سرد نہ ہوگی۔ آئے دن کئی لوگ لکھتے رہتے ہیں کہ میں فلاں خاندان کا آدمی ہوں، ہمارے خاندان کے اتنے بڑے بڑے آدمی ہیں، میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں آپ مجھے کیا دیں گے اِس قسم کی چٹھیاں ہر سال ۲۰، ۲۵ تک آجاتی ہیں۔ میں جواب دیتا ہوں ہم ایمان دیں گے اور خدا کی راہ میں مار پیٹ اور گالیاں کھانے کی ہمت اور جرأت پیدا کریں گے۔ اگر یہ آپ نہیں لینا چاہتے اور آپ کے پاس مربعے اور جائدادیں ہیں تو پھر آپ کو احمدیوں میں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ اِس قسم کے خطوط پڑھ کر مجھے تعجب آتا ہے کہ ایمان اور خدا تعالیٰ کی محبت سے لوگوں کے دل کس طرح خالی ہو گئے ہیں اور ایسے لوگوں نے ہم میں آکر کیا لینا ہے۔ ہمارے ہاں تو ماریں پیٹیں ہیں اور ان کے جاری رہنے میں ہی ہمارے لئے لُطف ہے جب یہ چلی گئیں تو لُطف بھی جاتا رہے گا۔

قادیان کی ترقی

جماعت کو خدا تعالیٰ دُنیوی ترقیات بھی دے گا۔ قادیان بہت پھیلے گی اور ترقی کرے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا ہے کہ قادیان کے بازاروں میں بڑی بڑی توندوں والے جوہری بیٹھے ہیں۔ ایسا وقت بھی آئے گا مگر کسی احمدی سے جو اِس وقت قادیان میں چپڑاسی کا ہی کام کرتا ہوا سے کوئی پوچھے کہ

تمہیں آنے والی حالت پسند ہے یا موجودہ؟ تو وہ یہی کہے گا کہ اِس وقت میرا چپڑاسی ہونا اُس زمانہ کے امیر وکبیر ہونے سے اچھا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی جماعتوں میں اس قسم کی چیزیں بھی آتی ہیں اور جماعت احمدیہ میں بھی آجائیں گی مگر جو مزا آج گالیاں کھانے اور ماریں سہنے میں ہے وہ اُس وقت نہیں آئے گا۔ کس قدر ہمیں اِس وقت حسرت ہوتی ہے جب ہم حدیثیں پڑھتے ہیں کہ کاش! ہم بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ہوتے اور آپ کی زیارت کا شرف حاصل کرتے خواہ کتنی دور سے زیارت نصیب ہوتی۔ خدا تعالیٰ نے یہ ہم پر فضل کیا ہے کہ اُس نے ایک ایسا انسان ہم میں بھیجا جسے قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل قرار دیا ہے۔ مگر باوجود اِس کے ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظِل مل گیا اصل کو دیکھنے کی ایسی خواہش ہے کہ بعض اوقات تو ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے۔ جب میں صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کا ذکر پڑھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابیؓ اس لئے کھڑا ہے کہ آپ تک دشمن کا کوئی تیر نہ پہنچے اور تیر وہ اپنے جسم پر کھائے اور جب وہ تیر کھا کر مدہوش ہو جاتا اور گر پڑتا ہے تو ایک دوسرا اُس کی جگہ یہ کہہ کر لے لیتا ہے کہ اس نے تو کافی نعمت حاصل کر لی اب مجھے یہ نعمت حاصل کرنے دیں، تو دل بے تاب ہو جاتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ نصیب ہوا۔ اِس کے مقابلہ میں دنیا کے مال اور دوسری چیزیں کیا حقیقت رکھتی ہیں۔

۲۰۴۳ء

آج سے سَو سال بعد دنیا کا جو بہت بڑا بادشاہ ہو اُس میں اگر احمدیت کا ایمان ہوگا تو وہ کہے گا آج بادشاہ ہونے کی بجائے اگر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈیوڑھی کا دربان ہوتا یا آپ کی بستی میں تنور کی دُکان کرتا تو بہت اچھا ہوتا۔ پس یہ دنیا کی چیزیں ہیں کیا؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں۔

احمدیت کیلئے مال آئیں گے اور ضرور آئیں گے اِس بات کا مجھے ڈر نہیں البتہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ ان اموال کو سنبھالنے والے دیانت دار ملیں گے؟[۲] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ایک لاکھ روپیہ آنا بھی ناممکن سمجھا جاتا تھا مگر اب آٹھ دس لاکھ

روپیہ سالانہ آ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تو بعض اوقات ایسی حالت ہوتی تھی کہ اُس کا خیال کر کے رقت آ جاتی ہے۔ زلزلہ کے دنوں میں جب اعلان کیا گیا کہ عذاب آنے والا ہے تو باہر سے مہمان زیادہ آنے لگے اور کثرت سے لوگ باغ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے والدہ کو بُلایا اور کہا آج میرے پاس کچھ ہے نہیں کہیں سے کچھ قرض لے لیں۔ یہ کہہ کر آپ نماز کیلئے گئے جب واپس آئے تو اندر جا کر دروازہ بند کر لیا اور پھر مسکراتے ہوئے باہر آئے اور والدہ سے فرمایا۔ میں نے ابھی کہیں سے قرض لینے کیلئے کہا تھا مگر ایک غریب نے جس کے تن کے کپڑے بھی ثابت نہ تھے یہ پوٹلی مجھے دی ہے۔ میں سمجھا اس میں دھیلے پیسے ہوں گے مگر جب اندر جا کر میں نے اسے کھولا تو اِس میں سے دوسَو سے زیادہ روپیہ نکلا ہے معلوم نہیں کس حالت میں وہ شخص لایا ہے۔ کہاں وہ زمانہ اور کہاں یہ۔ گو ہماری ضرورتیں بڑھ گئی ہیں اور مومن کا خرچ زیادہ اور آمد کم ہی رہتی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا جنون اپنے سر میں رکھتا ہے۔ جو کچھ اس کے پاس آتا ہے اسے خدا کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے۔ ریزرو فنڈ اِسی لئے رکھا گیا ہے کیونکہ روپیہ پاس ہو تو خرچ ہو جاتا ہے۔ اپنی جماعت کے لحاظ سے یہ روپیہ دین کیلئے خرچ ہو جاتا ہے اور مولوی محمد علی صاحب کے لحاظ سے میری ذات پر خرچ ہوتا ہے مگر خرچ ضرور ہو جاتا ہے تو مومن کے پاس روپیہ جمع نہیں رہتا۔ ہاں جب ضرورت پیش آئے تو خدا تعالیٰ ضرور دے دیتا ہے اور اُس وقت جو ایمان بڑھتا ہے وہ دنیا کے خزانوں سے کہاں بڑھ سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر توکّل کرو۔ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو ورثہ دو اِس سے تمہارا نقصان نہ ہوگا۔ جب تم سب کے سب اِس پر عمل کرو گے تو تمہاری بیٹیاں اگر جائداد میں سے اپنا حصہ لے جائیں گی تو دوسروں کی بیٹیاں تمہارے ہاں لے بھی آئیں گی۔ پس ورثہ دینے کے متعلق میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ ہمارا تمام سہارا خدا تعالیٰ پر ہے اور اُسی پر ہمیں بھروسہ ہے، اُس پر بدظنی نہ کرو کہ اگر اُس کے حکم پر عمل نہ کرو گے تو نقصان اُٹھاؤ گے۔ (مأخوذ از رجسٹر فضل عمر فاؤنڈیشن)

۱؎ ابو داؤد کتاب القضاء باب فی قضاء القاضی اذا اخطأ

۲؎ الوصیت صفحہ ۲۱ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۹ (مفہوماً)